## باب نمبر 18

# فضائل رحم

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جنت میں رحم کرنے والا ہی داخل ہو گا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم تمام ہی رحم کرنے والے ہیں تو فرمایا۔ رحیم وہ نہیں ہوتا جو خود پر ہی رحم کرتا ہو بلکہ رحیم وہ شخص ہے جو خود پر اور دیگر لوگوں پر بھی رحم کرتا ہے۔

خود پر رحم کرنے سے مراد ہے کہ ترک گناہ کرے اور توبہ کرے پر خلوص عبادات کرتے ہوئے خود کو عذاب خداوندی سے نجات دلانے کے لیے رحم کرے اور دوسروں پر رحم کرنے کے یہ معنی ہیں کہ کسی مسلمان کو رنج نہ پہنچاتے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

(مسلمان وہ شخص ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دیگر مسلمان لوگ محفوظ رہیں)۔

وہ چوپایوں پر رحم کھائے یعنی انکی قوت سے زیادہ مشقت ان سے نہ لے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص راستے پر جاتا تھا۔ اسکو بڑی پیاس لگی ایک کنواں اسے دکھائی دیا۔ اس نے اس کنویں کے اندر اتر کر پانی نوش کیا پھر اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے جو پیاس میں پریشان ہو رہا تھا۔ اس شخص نے محسوس کر لیا کہ وہ کتا بھی اسی کی مانند پیاس کی پریشانی میں مبتلا ہے۔ تو اس نے اپنے جوتے کو پانی سے بھرا اور کتے کو پکڑا اور اس کے آگے کیا کتے نے پانی پی لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا۔ اس شخص کی اللہ تعالیٰ نے معفرت فرمائی صحابہ نے عرض کیا ۔اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا چوپایوں پر رحم کرنے میں بھی ہمیں اجر ملتا ہے تو فرمایا۔ ہر تر جگر والی چیز میں اجر ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ ایک شب کو لوگوں کے حال سے آگاہی کی خاطر حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت فرمارہے تھے۔ تو انکا گذر (مسافروں) کی ایک جماعت پر ہوا۔ انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ ان کی کوئی چیز نہ چرالی جاتے۔ پھر حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو مل گئے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا یا امیرالمومنین آپ اس وقت یہاں پر کس غرض سے پھرتے ہیں تو فرمایا۔ میرا گذر اس قافلہ کے پاس ہوا۔ تو میں نے خطرہ محسوس کیا کہ یہ رات کو جب سو جائینگے تو انہیں چور پڑ جائیں گے لھذا آئیں ہم انکی نگہداشت کریں (عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ ہم گئے اور ان اہل قافلہ کے نزدیک بیٹھے ہوتے نگہبانی کرنے لگے پس فجر ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا اے قافلے والو اب نماز کا وقت ہو چکا ہے اور آپ نے دیکھا کہ انہوں نے اٹھنا شروع کر دیا تو آپ رخصت ہو گئے۔

ہمارے لیے صحابہ کرام رضی اللہ علیہم کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ انکی تعریف ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی ہے۔ رحماء بینھم (وہ ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں رحم کرنے والے ہیں)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سب اہل اسلام پر اور ساری مخلوق پر رحم دل تھے۔ بلکہ وہ تو ذمی لوگوں پر بھی رحم کیا کرتے تھے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ ایک ذمی شخص کو آپ نے دیکھا جو لوگوں کے دروازوں پر گداگری کر رہا تھا۔ وہ بوڑھا شخص تھا آپ نے اسے فرمایا تیرے ساتھ ہم نے انصاف نہیں کیا ہے۔ جس وقت تک تم جوان رہے ہم تجھ سے جزیہ وصول کرتے رہے اور ہم نے آج تجھ کو ضائع کر دیا ہے۔ پھر آپ نے فوری حکم فرمایا کہ اس کو مسلمانوں کے بیت المال میں سے وظیفہ دے جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے روایت میں فرمایا ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو کجاوے کے اوپر دیکھا۔ جبکہ آپ صبح سویرے ہی ابطح کے علاقے میں تھے میں نے دریافت کیا یا امیرالمومنین اس وقت کس جگہ کو روانگی ہے۔ تو فرمایا کہ ایک اونٹ بیت المال سے گم ہو چکا ہے اسکی جستجو میں ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کے بعد ہونے والوں کے لیے آپ نے (سخت ذمہ داری کا بوجھ) ڈال دیا ہے۔ تو انہوں نے کہا اے ابوالحسن تو مجھے

ملامت نہ کر۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا نبی مبعوث فرمایا۔ دریائے فرات کے کنارہ پر اگر بکری کا بچہ بھی مر گیا تو اس کے بارے میں بھی روز قیامت عمر سے مواخذہ فرمایا جائیگا۔ کیونکہ جو حکمران مسلمانوں کو ضائع کر دے یا برباد کر دے اسکی کچھ عزت نہیں ہے۔ اور اس فاسق کی بھی کوئی عزت و حرمت نہیں ہے جو مسلمانوں کو خوفزدہ کرتا ہو۔

اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت فرمایا ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ میری امت کے ابدالوں نے نماز کی کثرت اور روزوں کی کثرت کے باعث جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اس سبب سے جنت میں داخل ہونگے کہ انکے دل پاک ہونگے۔ انکے نفس سخی ہونگے وہ تمام اہل اسلام پر رحم کرتے ہونگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے۔

**الراحمون یرحمھم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السموات۔**

(رحم کرنے والے رحمان سے رحم کیے جاتے ہیں۔ رحم کرو ان پر جو زمین میں ہیں تو تم رحم کیے جاؤ گے اس سے جو آسمان میں ہے)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں فرمایا جاتا اور جو معاف نہیں کرتا اس کو بھی معاف نہیں کیا جاتا اور حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمان کے حق چار ہیں۔ اول یہ ہے کہ تم پر لازم ہے کہ تم مدد کرو نیک کام کرنے والوں کی۔ دوم انکے خطا کرنے والوں کو معافی دو۔ سوم یہ کہ انکے مریضوں کی عیادت کیا کرو۔ اور چہارم یہ ہے کہ جو توبہ کریں انکے ساتھ محبت کیا کرو۔

اور منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے تو نے صفی بنایا اسکی وجہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری مخلوق پر تو رحم کرتا ہے اس وجہ سے۔

اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آپ بچوں کے پیچھے جایا کرتے تھے۔ ان سے آپ چڑیاں خرید لیتے تھے اور آزاد کر دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے

اے چڑیو چلی جاؤ اور زندہ رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے اور محبت کرنے اور ایک دوسرے سے ربط قائم رکھنے کے باعث ایماندار لوگ ایک جسم کی طرح ہیں کہ اسکے ایک عضو کو جس وقت رنج پہنچے تو اسکے باعث تمام جسم بخار اور بیداری کی وجہ سے (اس تکلیف میں) شامل ہوتا ہے۔

**حکایت:۔** بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ وہ عابد تھا اس کا گزر ریت کے ایک ٹیلے پر ہوا۔ اس جگہ پر بنی اسرائیل کو سخت فاقہ کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس شخص کو آرزو ہوئی کہ کاش آٹا ہو تو بنی اسرائیل پیٹ بھر کر کھالیتے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کو وحی فرمائی۔ کہ فلاں شخص ہے اسے فرمادیں کہ تیرے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ اجر درج فرمایا ہے۔ کہ اتنا آٹا موجود ہو جس سے تو لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلا دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

نیتہ المؤمن خیر من عملہ۔

(مومن کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے)۔

ایک روز عیسیٰ علیہ السلام باہر تشریف لے گئے تو ابلیس دکھائی دیا جو اپنے ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے میں راکھ اٹھائے ہوئے تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ شہد اور راکھ سے تم کیا کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ غیبت کرنے والوں کو میں شہد کھلا دیتا ہوں اور یتامیٰ کے منہ پر راکھ مار دیتا ہوں تو بالآخر ان سے لوگ متنفر ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص یتیم کے خور و نوش کا اہتمام کرے اور اس کو پناہ عطا کرے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے جنت کو واجب فرمادیا۔

اور روضتہ العلماء میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب کھانا کھاتے تھے تو ایک ایک دو دو میل تک کسی کی جستجو کیا کرتے تھے۔ جو آپ کے ساتھ مل کر کھانا کھاتا۔

ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رونا آگیا۔ آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا سات روز ہو چکے۔ میرے گھر مہمان نہیں آیا ہے۔ مجھے اب خدشہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ذلیل نہ فرمادیا ہو۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کسی بھوکے شخص کو جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر کھانا کھلا دے۔ اس کے حق میں جنت واجب ہو جاتی ہے۔ اور کسی شخص سے جو آدمی کھانا روک لیتا ہے۔ روز قیامت اس پر سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل کو روک لیتا ہے اور اس کو آگ کا عذاب دے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔

**السخی قریب من اللہ قریب من الجنتہ قریب من الناس بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الجنتہ بعید من الناس قریب من النار۔**

(سخاوت کرنے والا شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔ جنت کے قریب ہوتا ہے۔ لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔ دوزخ سے دور رہتا ہے اور کنجوس شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے۔ جنت سے دور ہوتا ہے۔ لوگوں سے دور ہوتا ہے اور جہنم کے قریب ہوتا ہے)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہل سخی شخص اللہ تعالیٰ کو محبوب تر ہوتا ہے عابد بخیل شخص کی نسبت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ روز قیامت چار شخص ہونگے جو بلا حساب جنت میں چلے جائیں گے۔ عالم اپنے علم پر عمل پیرا ہونے والا۔ دوسرے وہ حج کرنے والا جو دوران حج کوئی بے حیائی اور برا کام نہ کرے اور فوت ہو جائے۔ سوم ایسا شہید شخص جو کلمہ اسلام کی سربلندی کی خاطر جنگ کے میدان میں شہادت پائے۔ اور چوتھا وہ سخی شخص جو حلال مال کما کر بلا کسی ریا کے فی سبیل اللہ صرف کرے اور وہ یہ جھگڑا نہیں کریں گے۔ کہ ان میں سے کون جنت میں پہلے جائے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنھما نے روایت فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس طرح کے بندے بھی موجود ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے مفاد کے پیش نظر انعامات عطا کرتا ہے۔ پس جو ان فائدوں میں بندوں کے ساتھ کنجوسی سے کام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ فوائد اس سے کسی اور کو عطا کر دیتا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ سخاوت ایک شجر ہے۔ اشجار جنت میں سے۔ اسکی شاخیں زمین تک لٹکتی ہیں۔ جس نے ایک شاخ کو بھی ان میں سے پکڑ

لیا۔ اس کو وہ شاخ جنت میں لے جائے گی۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زیادہ افضل عمل کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا صبر اور سخاوت۔

اور حضرت مقدام بن شریح نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے گذارش کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے اس طرح کا عمل بتادیں جو مجھ کو جنت میں داخل کرادے۔ آنحضور نے فرمایا۔ جن امور سے جنت واجب ہوتی ہے ان میں سے کھانا کھلانا، سلام پھیلانا اور حسن کلام سے کام لیا جاتا ہے۔

اللھم صل علی سیدنا و مولینا محمد و علی الہ واھل بیتہ واصحابہ وبارک وسلم